حوصلہ نہ ہارو آگے بڑھو منزل اب کے دور نہیں

ہم نے اپنے پیارے وطن پاکستان کو بڑی قربانیاں دے کر بنایا ہے۔ اس سرزمین پر رہنے والے سب لوگ ایک قوم ہیں اور انشاءاللہ ایک رہیں گے۔ کوئی بھی اس قوم کے حوصلے پست نہیں کر سکتا اور نہ ہی ہم کسی کو ایسا کرنے کی اجازت دیں گے۔ پاکستان کے گوشے گوشے میں اس کی خاطر قربان ہونے والوں کی لاتعداد کہانیاں بکھری پڑی ہیں۔ آیئے آج ہم آپ کو پاکستان کے ایک قصبے میں رہنے والی ایک بہادر ماں کا واقعہ سناتے ہیں۔

ان سے ملئے یہ ہیں ہماری ''بی جان'' پورے قصبے کا ایک جانا پہچانا نام۔ بی جان انتہائی بہادر اور دلیری کا پیکر ہیں۔ ہاں بھئی! بہادر اور دلیر کیوں نہ ہوتیں وہ ایک شہید کی بیٹی، شہید کی بیوی اور شہید کی ماں ہیں جن کے پیاروں نے اپنے وطنِ عزیز پاکستان کی حفاظت کرتے ہوئے اپنی جانیں جانِ آفریں کے سپرد کر دیں۔ بی جان ہمیشہ پُرعزم رہتیں۔ وہ بڑی جرأت اور حوصلہ مندی سے ہر کسی کے مسئلے کا حل ڈھونڈ لیتیں۔ ان کی اس خوبی کی وجہ سے قصبے کا ہر چھوٹا بڑا ان کی عزت کرتا اور قدر کی نگاہ سے دیکھتا۔ کسی کے گھر میں کوئی جھگڑا ہو یا کسی بچے کی شادی بیاہ کا معاملہ، وہ ہر کام نمٹانے کو ہمہ وقت تیار رہتیں۔ ہر کسی کی ضروریات کا خیال رکھنے کی کوشش کرتیں اور خاص طور پر یہ دھیان رکھتیں کہ محلے میں کوئی بھوکا تو نہیں سویا۔ یہی نہیں بلکہ وہ ہر ایک کے دکھ سکھ میں بڑھ چڑھ کر شریک ہوتیں۔

ایک دن وہ اپنے کمرے میں آرام دہ کرسی پر بیٹھی کسی کام میں مصروف تھیں کہ اچانک ٹیلی وِژن پر آنے والی ایک خبر سے پریشان ہو گئیں۔ یہ ایک ایسا واقعہ تھا کہ کسی نے روئے زمین پر ایسا دردناک واقعہ نہ دیکھا ہو گا۔ اس خبر میں سانحہ پشاور دکھایا جا رہا تھا جس میں دہشت گردوں نے ڈیڑھ سو کے لگ بھگ معصوم طالبِ علم بچوں، اساتذہ اور گارڈز کو شہید کر دیا تھا۔ یہ خبر سن کر پاکستان کیا پوری دنیا کے لوگ تڑپ اٹھے اور کوئی آنکھ ایسی نہ تھی جو اشکبار نہ ہوئی ہو۔ اس خبر میں شہید ہونے والے بچوں کی تصویریں دیکھ کر ''بی جان'' کے تمام دکھ پھر سے تازہ ہو گئے اور شہید ہونے والے بچوں میں انہیں اپنا بچہ احمد ہی نظر آ رہا تھا۔ انہیں آج بھی وہ دن یاد تھا کہ کیسے انہوں نے اپنے چھوٹے سے بچے کو دن رات کی مشقتیں جھیل کر پالا تھا۔ محض اس خواب کو آنکھوں میں لیے کہ ایک دن وہ

بھی اپنے باپ اور نانا ابوّ کی طرح فوج میں جائے گا اور ملکِ عزیز کی خدمت کرے گا۔ آخر وہ دن آ ہی گیا جب ان کا بیٹا احمد ایف۔اے کے بعد فوج میں بطور آفیسر منتخب کر لیا گیا۔ وہ اپنے بیٹے کے ساتھ مل کر مختلف تیاریوں میں مصروف تھیں کیونکہ صبح ان کے بیٹے احمد نے ''کاکول اکیڈمی، ایبٹ آباد' کے لیے روانہ ہونا تھا۔ اچانک احمد نے کہا: امّاں جان میری کچھ ضروری چیزیں رہ گئی ہیں جو میں ساتھ والی مارکیٹ سے لے آتا ہوں۔ ابھی اسے گئے تھوڑی دیر ہی ہوئی تھی کہ پورا قصبہ ایک زوردار دھماکے سے گونج اٹھا۔ پھر کیا تھا ہر طرف افراتفری پھیل گئی۔ احمد نے اپنی ہر چیز وہیں چھوڑی اور بڑی بہادری اور حوصلہ مندی سے دوسروں لوگوں کے ساتھ مل کر جلدی جلدی زخمیوں کو اٹھا کر ایمبولینس میں ڈالنے لگا۔ فارغ ہونے کے بعد ابھی احمد پلٹنے ہی لگا تھا کہ ایک عورت کے کراہنے کی آواز آئی۔ وہ اس آواز کی سمت بڑھا، جیسے ہی وہ اس عورت کو سہارا دے کر ایمبولینس میں ڈالنے لگا، ایک اور زوردار دھماکہ ہوا اور احمد بھی اس کی زد میں آ گیا۔

''بی جان'' کو جب معلوم ہوا کہ ان کا بیٹا بڑی بہادری سے انسانی جانوں کو بچاتے ہوئے شہید ہوا ہے تو ان کا سر فخر سے بلند ہو گیا مگر ممتا کو سکون نہ ملتا تھا۔ وہ بار بار اپنے آپ سے اور معاشرے سے سوال کرتیں کہ یہ کیسے دشمن ہیں جو کالی بھیڑوں کی طرح ہمارے اندر ہی چھپے ہوئے ہیں؟ ہم ان کو کیسے پہچانیں؟ ان کے ارادے کیا ہیں؟ وہ ایسا کیوں کر رہے ہیں؟ میں اپنے بچے اور اِس جیسے ناحق شہید لوگوں کا خون کن کے ہاتھوں پر تلاش کروں؟

آج سانحہ پشاور میں سکول پر حملے کے بعد نہ صرف بی جان بلکہ سب پر عیاں ہو گیا کہ ان درندوں کا اصل مقصد کیا ہے اور وہ کیا چاہتے ہیں؟ اب وہ صرف یہ سوچ رہی تھیں کہ وہ ان سے کیسے بدلہ لیں؟ ایسے میں ان کے کانوں میں ملی ترانے کی یہ آواز آئی:

؎ حوصلہ نہ ہارو آگے بڑھو، منزل اب کے دور نہیں

ساری رات اسی سوچ میں گذر گئی۔ صبح فجر کی نماز پڑھ کر آخر وہ ایک فیصلے پر پہنچیں۔

''بی جان'' نے سب سے پہلے قصبے کے تمام لوگوں کو ایک جگہ جمع ہونے کو کہا اور پھر آپس میں مشورے کے بعد بولیں: اب وقت آ گیا ہے کہ ان افراد کی پہچان قوم کے ہر بچے، بوڑھے، عورت اور ہر جوان کو کرنا ہے جنہوں نے ملک کے امن و امان کو داؤ پر لگایا ہوا ہے۔ ہم اپنے وطن عزیز کے کسی فرد کو ان کا نشانہ نہیں بننے دیں گے۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ ہم سکون سے رہیں اور ہمارے بچے ان سفاک دہشت گردوں سے محفوظ رہیں تو اس کے لیے ضروری ہے کہ ہم چند چیزوں کو اپنی زندگی کا معمول بنا لیں۔ جس کی تیاری آپ سب کو میرے ساتھ مل کر کرنی ہے اور اس قومی کام میں سب نے بڑھ چڑھ کر حصہ لینا ہے اور ہر شخص کو دہشت گردی کے ناسور کو ختم کرنے میں اپنا اپنا کردار ادا کرنا ہوگا۔ جیسا کہ ہم جانتے ہیں سکول پر حملہ کر کے دہشت گردوں نے ثابت کر دیا ہے کہ یہ درندے ہمیں تعلیم سے دور رکھنا چاہتے ہیں اور جہالت سے بڑی کوئی لعنت نہیں۔ ہمیں ان سے بدلہ لینے کے لیے صرف یہ

کرنا ہے کہ اپنی قوم کو جہالت کے اندھیروں سے نکالنا ہے اور علم کی روشنی کو ملک کے کونے کونے میں پھیلانا ہے۔ علم کے راستے میں آنے والی ہر رکاوٹ کو دور کرنا ہے۔ پہل میں کرتی ہوں اور اس کام کے لیے میں اپنے گھر میں ایک "آگاہی سنٹر" بناتی ہوں جو دوسرے مرد و خواتین کو ناگہانی حالات سے مقابلہ کرنے کے لیے ہر طرح کی ضروری معلومات دے گا۔

تاہم انفرادی طور پر ہم یہ کر سکتے ہیں کہ:

* اپنے محلے، قصبے اور ٹاؤن کی سطح پر اپنی مدد آپ کے تحت سکولوں کی تعمیر و مرمت کا کام کرنے کی کوشش کریں جن سکولوں میں مناسب چار دیواری نہیں اسے بنانے کی کوشش کریں۔

* سکولوں کے گرد و نواح پر نظر رکھیں نیز مشکوک شخص، چیز اور لاوارث سامان پر بھی نظر رکھیں۔ سکول کے اوقاتِ کار میں کسی اجنبی شخص کو بغیر تحقیق سکول کی طرف نہ آنے دیں۔
* اپنے محلے اور قصبے میں داخل ہونے والے ہر اجنبی شخص کی چھان بین کریں۔
* اپنے محلے اور قصبے میں داخل ہونے والے ہر مشکوک پھیری اور ٹھیلے والے کو چیک کریں۔

* ایمرجنسی سے نمٹنے کے لیے کن اہم فون نمبرز پر رابطہ کرنا ہے اس کا بورڈ تقریباً ہر محلے میں نمایاں جگہ پر لگائیں۔
* ہر محلے اور قصبے کے دُکاندار اپنی اپنی دکان کھولنے سے پہلے ارد گرد کا جائزہ لیں کہ کوئی مشکوک چیز مثلاً سائیکل، موٹر سائیکل یا گاڑی وغیرہ لاوارث تو نہیں کھڑی اگر ہے تو فوراً اطلاع دیں۔

* کرایہ دار اور گھریلو ملازم کو رکھنے سے پہلے متعلقہ تھانوں میں ان کے شناختی کارڈ وغیرہ کی جانچ پڑتال اور اندراج لازمی کروائیں۔
* ہر محلے اور قصبے میں ایسے آگاہی سنٹر ہوں جو لوگوں کو ناگہانی

حالات سے نمٹنے کے لیے ضروری تربیت دیں۔ اس سلسلے میں تربیت یافتہ لوگ آگے بڑھیں مثلاً ریٹائرڈ فوجی، پولیس وغیرہ کے لوگ۔

بی جی نے لمبی سانس لے کر پھر کہا:

دہشت گردی اور قتلِ عام سے ڈر کر خاموشی اختیار کرنے کی بجائے اس ظلم کے خلاف ہر سطح پر آواز بلند کر کے ہمیں اپنے زندہ ہونے کا ثبوت دینا ہوگا۔ اگر چہ حکومت ان سے نمٹنے کے لیے ضروری اقدامات اٹھا رہی ہے۔ تاہم پھر بھی ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ ہم اپنی مدد آپ کے تحت کیا کچھ کر سکتے ہیں:

* ہمیں اپنے گھریلو ماحول کو بہتر بنانا ہوگا تا کہ بچوں کو محب الوطن اور باعمل انسان بنا سکیں۔
* بچوں کو گھریلو سطح پر ہی ایک دوسرے کا احترام سکھانے کی کوشش تیز کرنا ہوگی اور ہمیں خود اس کی عملی تصویر بننا ہوگا۔
* ہمیں اپنے ہمسایوں سے تعلقات بہتر بنانے ہوں گے اور ایک دوسرے کے دکھ، درد میں عملاً شریک ہونا ہوگا۔
* ہمیں ایک دوسرے کے نظریات اور عقائد کا اتنا ہی احترام کرنا ہوگا جتنا ہم اپنے نظریات وعقائد کا کرتے ہیں۔
* آپس میں محبت، رواداری اور برداشت کے جذبات کو فروغ دینا ہوگا۔
* بحیثیت پاکستانی ہم سب پر فرض ہے کہ ہم ہر پاکستانی کے جان و مال کو محفوظ بنائیں۔ اس بات کا خصوصی خیال رکھیں کہ تمام محلوں اور قصبوں میں موجود مختلف مذاہب کے ماننے والے اپنے اپنے عقائد کے مطابق اپنی مذہبی عبادات اور تہوار امن وسکون کے ساتھ منا سکیں۔
* ہر کوئی ایک دوسرے کی خوشی اور غم میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لے۔
* غریبوں اور ضرورت مندوں کی ہر ممکن مدد کرنے کی کوشش کریں۔
* یاد رکھیے کہ جب کبھی آپ کسی ایسی جگہ پر جائیں جہاں کی سیکورٹی پر لوگ متعین ہوں مگر وہ اپنے فرض سے غفلت کرتے ہوئے آپ کو توجہ سے چیک نہ کریں تو اُنھیں ایسا کرنے سے منع کریں اور ساتھ ہی ممکنہ حادثات سے اپنی اور دوسروں کی جان محفوظ کرنے کے لیے اُن کی اس غفلت کی اطلاع متعلقہ لوگوں کو ضرور دیں۔ ایسا کرنے سے ہم یقیناً خطرناک حادثات سے بچ سکتے ہیں۔

مجھے امید ہے کہ اگر ہم اپنی مدد آپ کے تحت اپنے اپنے محلے، قصبے اور ٹاؤن کی سطح پر کام کریں تو یقیناً ہم دہشت گردی کی لعنت کو جڑ سے اکھاڑنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

"پاکستان زندہ باد"

مشق

1- درست جملے کے سامنے (✓) اور غلط جملے کے سامنے (×) کا نشان لگائیں:

i- سکولوں کو دہشت گردی سے محفوظ بنانے کے لیے کس چیز کی ضرورت ہے؟
(ا) سیکیورٹی گارڈ (ب) سی سی ٹی وی کیمرہ
(ج) خاردار تار (د) تمام

ii- ایمرجنسی نمبرز کا نمایاں جگہ پر چسپاں کرنا کیوں ضروری ہے؟
(ا) یاددہانی کے لیے (ب) سجاوٹ کے لیے
(ج) قانونی تقاضہ پورا کرنے کے لیے (د) پولیس اور متعلقہ محکمہ کو فوری اطلاع دینے کے لیے

iii- سکول میں مشکوک بیگ نظر آنے کی صورت میں
(ا) دوستوں کو بتایا جائے (ب) ٹیچر کو بتایا جائے
(ج) ایمرجنسی فون پر اطلاع کی جائے (د) بیگ کو خود ہٹایا جائے

iv- دہشت گردی کے خاتمے میں اہم کردار ہے۔
(ا) الیکٹرانک میڈیا کا (ب) مسجد کا
(ج) مدرسے کا (د) تمام کا

v- محلے میں آگاہی سینٹر کے قیام کا مقصد
(ا) تربیت یافتہ لوگوں کو آگے لانا (ب) باہمی میل جول
(ج) ایک دوسرے کو اطلاع دینا (د) پولیس کی مدد کرنا

vi- دکاندار دکان کھولنے سے پہلے دہشت گردوں کے حوالے سے جائزہ لیں
(ا) تالوں کا (ب) اردگرد لوگوں کا
(ج) اردگرد مشکوک اشیا کا (د) دکان کے اندر اشیا کا

vii- سانحہ پشاور کب پیش آیا؟
(ا) 13 دسمبر 2014ء کو (ب) 14 دسمبر 2014ء کو
(ج) 15 دسمبر 2014ء کو (د) 16 دسمبر 2014ء کو

viii- دہشت گردی کو ختم کرنے کے لیے کس کے ساتھ کام کرنا ہوگا:
(ا) فوج (ب) پولیس (ج) عوام (د) سب کے ساتھ

ix- اپنی مدد آپ کے تحت دہشت گردی سے چھٹکارا پایا جا سکتا ہے:
(ا) نفرت و جہالت ختم کر کے (ب) عدم برداشت ختم کر کے
(ج) تفرقہ بازی ختم کر کے (د) ان سب کو

x- کاکول اکیڈمی واقع ہے:

(ا) ایبٹ آباد (ب) مظفر آباد (ج) نتھیا گلی (د) گھوڑا گلی

2- مناسب الفاظ کی مدد سے خالی جگہ پُر کریں:

مناسب الفاظ
1717
چھان بین
16 دسمبر 2014
ایبٹ آباد

i- سانحہ پشاور________ کو ہوا۔

ii- ملٹری اکیڈمی کاکول________ میں واقع ہے۔

iii- ہمیں محلے اور قصبے میں داخل ہونے والے ہر اجنبی شخص کی_____ کرنی چاہیے۔

iv- کسی پُراسرار سرگرمی کی فوری اطلاع________ پر دینی چاہیے۔

3- درست جملے کے سامنے (✓) اور غلط جملے کے سامنے (×) کا نشان لگائیں:

i- جہالت سب سے بڑی لعنت ہے۔

ii- ہمیں اپنے محلے میں داخل ہونے والے اجنبی شخص کی چھان بین نہیں کرنی چاہیے۔

iii- ایمرجنسی سے نمٹنے کے لیے 1717 پر اطلاع دی جاتی ہے۔

iv- کرایہ دار رکھتے وقت متعلقہ تھانوں میں اُن کے شناختی کارڈ کا اندراج لازمی کروانا چاہیے۔

v- ہمیں ایک دوسرے کے عقائد اور نظریات کا احترام کرنا چاہیے۔

4- درج ذیل الفاظ کی مدد سے ایسے جملے بنائیں جو اُن کا مفہوم واضح کر دیں:

i- افراتفری : ....

ii- جہالت : ....

iii- مشکوک : ....

iv- محبِ وطن : ....

v- عقائد : ....

vi- غفلت : ....

5- سبق کے متن کو سامنے رکھ کر درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیں:

i- آپ اپنے سکول میں دہشت گردی کی روک تھام کے لیے کیا کر سکتے ہیں؟

ii- ایک دکاندار اپنے علاقے میں کس طرح دہشت گردی کی روک تھام میں معاونت کر سکتا ہے؟

iii- لوگوں کو دہشت گردی سے نمٹنے کے لیے اپنی مدد آپ کے تحت کیا کرنا چاہیے؟

iv- دہشت گردی کو روکنے کے لیے کرایہ داروں کے لیے ضروری معیار مختصراً بیان کریں۔

v- محلے میں دہشت گردی کے حوالے سے آگاہی سینٹر کے قیام کے کیا مقاصد ہو سکتے ہیں؟

شہدائے پشاور کے لیے ایک نظم
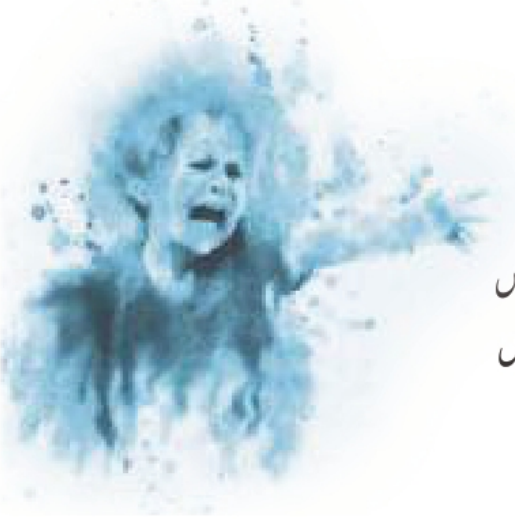
تم زندہ ہو
جب تک دنیا باقی ہے، تم زندہ ہو
تم زندہ ہو
اے میرے وطن کے شہزادو تم زندہ ہو
خوشبو کے رُوپ میں اے پھُولو تم زندہ ہو
ہر ماں کی پُرنم آنکھوں میں۔ ہر باپ کے ٹوٹے خوابوں میں
ہر بہن کی اُلجھی سانسوں میں۔ ہر بھائی کی بکھری یادوں میں
تم زندہ ہو ۔ تم زندہ ہو
ہم تم کو بھول نہیں سکتے۔ یہ یاد ہی اب تو جیون ہے
ہر دل میں تمہاری خوشبو ہے۔ ہر آنکھ تمہارا مسکن ہے
تم زندہ ہو ۔ تم زندہ ہو
جن کو بھی شہادت مل جائے۔ وہ لوگ امر ہو جاتے ہیں
یادوں کے چمن میں کھِلتے ہیں۔ خوشبو کا سفر ہو جاتے ہیں
تم بجھُے نہیں ہو روشن ہو
ہر دل کی تم ہی دھڑکن ہو
تم زندہ ہو ۔ تم زندہ ہو
کل تک تھے بس اپنے گھر کے باسی تم
اب ہر اک گھر میں بستے ہو
تم زندہ ہو
اے میرے وطن کے شہزادو تم زندہ ہو
خوشبو کے رُوپ میں اے پھُولو تم زندہ ہو
جب تک دنیا باقی ہے تم زندہ ہو
تم زندہ ہو ۔

(امجد اسلام امجدؔ)